فضائل و مسائل
رمضان
اعتکاف
روزہ
علامہ مفتی محمد ارشد القادری
تعلیم و تربیت پبلی کیشنز

فضائل و مسائل
رمضان، روزہ، اعتکاف

مفتی محمد ارشد القادری

تعلیم و تربیت پبلیکیشنز

جامعہ اسلامیہ رضویہ شاہ خالد ٹاؤن نزد گورنمنٹ ڈگری کالج فیروزوالہ شاہدرہ لاہور

صدر دفتر تحریک تعلیم و تربیت اسلامی پاکستان

دیباچہ طبع چہارم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اٹھائیس ۲۸ سال ہوئے ، میں نے ایک آرٹیکل رمضان و روزہ کی فضیلت پر لکھا تھا، یہ مضمون چونکہ روزنامہ جنگ کے لئے لکھا گیا تھا اس لئے اس کو مختصر رکھا تھا، یہ روزنامہ جنگ میں شائع ہوا اور پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا گیا۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر اس کو ''الاسلام اکیڈمی لاہور'' نے 1984ء میں الگ شائع کیا۔

1985ء سے لے کر 2012ء تک تقریباً اٹھائیس برس پھر اس کی اشاعت نہ ہوسکی ایک تو میرا ابتدائی تحریری ریکارڈ محفوظ نہ رہ سکا اور دوسرا مالی وسائل کا نہ ہونا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ رہا۔ اب میرے چھوٹے بیٹے ''احمد رضا'' نے یہ آرٹیکل پرانی کتب میں سے تلاش کر کے مجھے دیا، میں نے اس کو پڑھا اور محسوس کیا کہ اس کو شائع کرنا چاہئے چنانچہ اس نقطہ نظر سے میں نے اس آرٹیکل کو بغور مطالعہ کیا، چونکہ یہ تحریر میرے عالم شباب کی ہے۔ اس لیے اب میں نے محسوس کیا کہ اس پر کچھ مزید کام ہونا چاہئے تاکہ یہ اہل اسلام کے لئے زیادہ نافع ہو جائے۔

جب میں ماضی کی طرف دیکھتا ہوں

اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے، میں نے اس آرٹیکل کو قدرے بڑھا دیا اور حوالہ جات کا بھی اضافہ کیا، نیز بعض ضروری اصطلاحی ولغوی تحقیق بھی کردی، اس طرح یہ مضمون اور بھی اہمیت کا حامل ہوگیا ہے۔ آپ بھی اس کو خود مطالعہ فرمائیے اور مکتبہ تعلیم و تربیت سے، بطور لنگر حاصل کر کے اہلِ اسلام، اہل محبت تک پہنچائیں ان شاء اللہ یہ عمل دنیا و آخرت میں نافع ہوگا۔

آج جب میں اپنے ماضی کی طرف دیکھتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کاش میری تحریریں جلد منظر عام پر آجاتیں، لیکن ہونا تو ویسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ چاہے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں اور یہ بھی اسی ربّ کریم کا فضل ہے کہ ان کتب کی اشاعت کا بندوبست ہو رہا ہے۔ میں اپنے ربّ تعالیٰ کا بے حد شکر گذار ہوں اس نے مجھ ناقص پر یہ لطف فرمایا کہ میرے روحانی بیٹوں نے ان کتب کو لے کر تقسیم کرنے کا عزم کرلیا ہے۔ ربّ کریم تمام مسلمانوں کو یہ توفیق دے کہ وہ میری کتب پڑھے، لکھے طبقے تک پہنچائیں تاکہ یہ آواز ان کے کانوں تک بھی پہنچے پھر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہوا تو یہ پیغام دل کی اتھاہ گہرائیوں تک بھی پہنچ جائے گا۔

اس اُمت کا مرض شرک نہیں

میرا کام کوشش کرنا ہے، میرا کام سنانا ہے، منوانا نہیں اللہ تعالیٰ کرے میری یہ بات اہل علم تک پہنچ جائے اور وہ یہ محسوس کریں کہ اس اندازِ دعوت وفکر کو لوگوں میں عام کرنا چاہئے۔ میں نے قوم سے کھل کر کہہ دیا ہے۔ اس امت کا مرض ''شرک'' نہیں ہے بعض لوگوں نے اس امت کا مرض ''شرک'' تشخیص کیا ہے۔ ان کی یہ تشخیص درست نہیں ہے۔ اس امت کا مرض یہ ہے:

۱۔ خودغرضی

۲۔ خودپرستی

۳۔ ہوس مال وزر

اس کا علاج کیا ہے؟ علاج اس مرض کا یہ ہے:

۱۔ وحدت

۲۔ خدمت

۳۔ استحکام

آیئے وحدت امت کے لئے کام کریں۔ آیئے اس امت کو فرقہ واریت سے نجات دلائیں، آیئے اس امت میں پھر وہ طرزِ سخن پیدا کریں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں تھا۔ آیئے اس امّت میں پھر وہ طرزِ عمل پیدا کریں جو اوّل زمانہ کے مسلمانوں میں تھا۔ آیئے اس امّت میں پھر وہ زور پیدا کریں جو ہمارے اکابر کے زمانے میں تھا۔ آیئے رمضان، روزہ اور اعتکاف کے مسائل وفضائل سیکھیں اور دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کریں۔

محمد ارشد القادری

۸ رجب المرجب ۱۴۳۳ء

۲۹ مئی ۲۰۱۲ء منگل بعد نماز عشاء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ژ

اس میں کوئی شک نہیں روئے زمین پر تمام مذاہب سے افضل مذہب، دینِ اسلام ہے،اور تمام اقوام سے بہتر قوم،قومِ مسلم، دین صرف اسلام ہےاور یہ واقعی انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ ہے۔جس انداز میں،اسلام نے انسانوں کی رہنمائی فرمائی ہے،اس طرح کسی اور مذہب نے نہیں کی،امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے،اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے کے جو قوانین عطا فرمائے ہیں ہر اعتبار سے لائق صد تحسین ہیں۔

خالق کائنات کا عطا کردہ قانون

اسلام کا ایک ایک کلیہ قاعدہ،فطرت کے عین مطابق ہے،جو قانون بندے بنائیں گے،ان میں نقائص ہوں گے اور جو قانون خالق کائنات عطا کرے وہ یقیناً عیب سے پاک اور منزّہ ہوگا۔اسلام نے جہاں اور احکام دیئے وہاں اپنے ماننے والوں کو ماہِ رمضان میں روزے رکھنے کا حکم بھی صادر فرمایا،میں اس نقطۂ نظر کے حوالے سے رمضان و روزہ کی فضیلت پر بات کروں گا۔قرآن حکیم میں ارشاد رب العالمین ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (القرآن،البقرہ ۲ : ۱۸۳)

اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کئے گئے۔جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔

یہ آیت کریمہ فرضیت روزہ میں نص ہے۔روزہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے،اسلام نے اپنے ماننے والوں کو روزہ کی نعمت عطا فرما کر ان کی صحت وتندرستی کا انتظام کیا ہے۔اہل ایمان پر چونکہ روزے فرض ہیں لہٰذا روزے رکھنے چاہئیں،ان کی برکت سے صحت بحال ہوگی اور بیماریاں دور بھاگیں گی،اللہ تعالیٰ،ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔اس کی فضیلت اہل ایمان پر بیّن کرنے کی سعادت نصیب ہو،امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت واطاعت کی توفیق دے۔

اس آیت مقدسہ میں،جن امور کا ذکر کیا گیا ہے ان کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ تخاطب صرف اہل ایمان کو کیا گیا۔

۲۔ روزے کی فرضیت کا حکم سنایا گیا۔

۳۔ یہ بھی بتایا گیا کہ روزے تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض تھے۔

۴۔ روزہ کی فرضیت کی غایت بیان فرمائی گئی۔

اہل ایمان پر احسان عظیم

اہلِ ایمان کو تخاطب کرکے،یہ واضح فرمایا کہ روزہ صرف ایمان والوں پر ہی فرض ہوا ہے۔اس میں مسلمانوں کی اجتماعی عزت وعظمت کا بیان ہے۔وہ لوگ کتنے بڑے مقام ومرتبے کے مالک ہیں جن کو خلاقِ کائنات بلاواسطہ خطاب فرما رہا ہے،یقیناً یہ ساری عزت صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غلامی اختیار کرنے کی برکت سے ہے۔ربّ کائنات ہم سب کو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر صرف اس اندازِ تخاطب ہی پر غور وخوض کیا جائے تو پتہ چلتا ہے یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ اس کے محاسن احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے ۔وہ بندگانِ خدا کتنے خوش نصیب ہیں جن کو ان کا خالق خطاب کر رہا ہے،اور ان کو روزے کی فرضیت کا حکم سنا رہا ہے،واقعی یہ اہل ایمان پر احسان عظیم ہے۔

اسلام با قاعدہ نظام زندگی ہے

روزہ کو فرض کیا گیا ہے لیکن حکم صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔ان لوگوں پر روزہ فرض ہے جن لوگوں نے اسلام کو بطور نظام زندگی مان لیا ہے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اس بات کا اقرار کرلیا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نہیں کوئی لائق عبادت مگر اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

بعض لوگ کلمہ شریف کو صرف ایک عربی زبان کا جملہ سمجھتے ہیں،ان کا یہ نقطۂ نظر نہ صرف غلط ہے بلکہ بہت بڑے فتنہ کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔کلمہ شریف صرف ایک عربی زبان کا جملہ نہیں بلکہ یہ کامل نظامِ حیات ہے،اس کو مکمل نظام زندگی ماننا ضروری ہے۔

صیام کی لغوی تحقیق

عربی بڑی فصیح وبلیغ زبان ہے،جتنی وسعت اس زبان میں ہے،ایسی فصاحت کسی دوسری زبان میں نہیں ہے،اس کا دامن بہت ہی وسیع ہے۔ایک ایک لفظ اپنے اندر کئی معانی رکھتا ہے،اس کی اس گنجائش کے باعث اس کو تمام زبانوں کی سردار کہا جاتا ہے۔لغاتِ عرب میں،صوم،صیام اور صائم کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔عرب،ٹھہرے ہوئے پانی پر لفظِ صائم بولتے تھے وہ کہتے تھے۔

مَاءٌ صَائِمٌ (المنجد ص ۵۸۳)

ٹھہرا ہوا پانی،رکا ہوا پانی

جب پہاڑوں پر بارش ہوتی تو پانی بڑی تیزی کے ساتھ پہاڑوں کی بلندی سے نیچے اترتا،اس کی تیزی اور بہاؤ اتنا تُند ہوتا کہ جو کچھ سامنے آتا،اسے بہا کر ساتھ لے جاتا،پھر جب وہ پانی بلندی سے نشیب میں اتر آتا تو ایک مقام پر آکر ٹھہر جاتا،جب اس پانی میں بہاؤ،کٹاؤ اور غرقابی کا ملکہ باقی نہ رہتا۔اس میں تباہی کی صفت باقی نہ رہتی،اس کی سرکشی معدوم ہو جاتی،اس میں برباد کرنے کی صلاحیت باقی نہ رہتی تو ایسے پانی کو عرب

مَاءٌ صَائِمٌ کہتے تھے۔

اس کا مطلب ہوتا تھا یہ ایسا پانی ہے جو صائم ہو گیا ہے۔اردو زبان میں صائم کو روزدار کہتے ہیں،یہ اسم فاعل ہے۔لہٰذا روزہ دار کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص جس کی سرکشی معدوم ہو گئی ہو،جس کی بغاوت محو ہو گئی ہو،جس کی عداوت کا قلع قمع ہو گیا ہو۔گویا صائم ایسے شخص کو کہتے ہیں جو ہر طرح کی بغاوت وسرکشی کے جذبات سے بری ہو اور اس کی طبیعت میں صرف اور صرف امن ہو،سلامتی ہو،حق شناسی ہو اور حق پرستی ہو۔صائم یعنی روزہ دار ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو سراپا شرافت ہو،جو سراپا دیانت ہو،جو سراپا عدالت ہو،جو سراپا محبت ہو،روزہ بندۂ مؤمن میں وہ جوہر نایاب پیدا کرتا ہے،جو عام حالات میں پیدا نہیں ہوتا۔روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں میں جذبات طہارت ابھارتا ہے،جذباتِ صدق کو عروج پر لاتا ہے اور جذباتِ تقوٰی کو شباب فراہم کرتا ہے،جس طرح عرب ٹھہرے ہوئے پانی پر "مَاءٌ صَائِمٌ" کے الفاظ بولتے تھے اسی طرح وہ کُند چھری پر صائمہ کے لفظ بولتے تھے اور اس چھری پر صائمہ کا اطلاق کرتے تھے وہ کہتے تھے:

الصَّائِمَةُ مِنَ السَّكَاكِيْنَ (المنجد ۵۸۳)

یہ ایک ایسی چھری ہے جو کُند ہوگئی ہے۔

حُسنِ عمل کی جیتی جاگتی تصویر

مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ ہے تو چھری مگر اب اس میں کاٹنے، چیرنے، پھاڑنے اور مجروح کرنے کا ملکہ باقی نہیں رہا گویا اب یہ چھری صرف نام کی ہے ورنہ اس میں بغاوت، سرکشی، چیر پھاڑ، قتل و غارت کا ملکہ ہرگز نہیں رہا۔ اسی طرح صائمہ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو بے ضرر ہوگئی ہو، جس میں سازش، سرکشی، بغاوت، الزام تراشی، بے راہ روی اور ایسے تمام جذبات کا خاتمہ ہوگیا ہو، جو کسی فرد، خاندان یا قوم کی تباہی کا باعث بن سکیں۔ اب معنی اور بھی بیّن ہو کر سامنے آ گیا کہ روزہ دار ایسی عورت کو کہا جائے گا، جو سراپا پرہیز گار ہوگئی ہو، جو سراپا پیغام امن بن گئی ہو، جس کی ایک ایک ادا موافقِ قرآن وحدیث ہوگئی ہو۔

یہی وہ کمال ہے جو اسلام اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے، یہی روزہ کی غایت ہے۔ اسی کو روزہ کی حقیقت سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اسی انداز شرافت کا نام تقویٰ ہے۔ اسی کو پرہیز گاری کہا جاتا ہے۔ ایسی ہی عورتوں کو متقیہ کے اعزاز و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔

اصلاً، اسلام اپنے ماننے والوں کو ایسا متقی بنانا چاہتا ہے کہ ان کی ایک ایک ادا انسانیت کی فلاح و بہبود پر دلالت کرے، ان کا عمل حُسنِ عمل کی جیتی جاگتی تصویر ہو۔ ان کی گفتار، ہمدردی، محبت، شفقت اور احترامِ انسانیت کے جذبات سے پُر ہو۔

اگر ایسے جذبات کسی مرد و عورت میں پیدا ہو جاتے ہیں تو اس کا صاف مطلب ہے۔ اس روزہ دار کے روزے اپنا اثر حقیقی چھوڑ گئے اور صائم و صائمہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مل گئی اور جنت الفردوس کے حق دار بن گئے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ روزہ صرف تم لوگوں پر ہی فرض نہیں ہوا، بلکہ وہ لوگ جو تم سے پہلے اس جہاں میں آئے تھے ان پر بھی روزہ فرض رہا۔ اس بات کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ کہیں اسلام کے ماننے والوں کے دل میں یہ خیال نہ آ جائے کہ شاید ہمیں ہی اس طرح پابند کیا گیا ہے کہ نظام اوقات ہی تبدیل کر دیئے، فلاں وقت سے فلاں وقت تک نہ کھانا ہے نہ پینا، بلکہ تعلقاتِ ازدواجی بھی ممنوع قرار دے دیئے گئے کہ حالت روزہ میں کھانا پینا بھی منع اور تعلقات ازدواجی پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

اس خدشہ کو زائل کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ روزہ ان لوگوں پر بھی فرض تھا جو تم لوگوں سے پہلے اسی جہانِ رنگ و بُو میں آئے تھے اور اپنا وقت گذار کر یہاں سے چلے گئے۔

روزہ فرض کیوں کیا گیا

ظاہر ہے ہر ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ روزہ فرض کیوں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب، قرآن نے بڑے حکیمانہ انداز میں دیا، اوّلاً تو یہ بیان فرمایا کہ روزہ صرف تم اہل ایمان پر ہی فرض نہیں ہوا بلکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ان پر بھی روزہ فرض تھا، اس کے بعد بتایا گیا کہ ان پر روزہ فرض ہونے اور تم پر روزہ فرض ہونے کی غایت مشترک ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان پر روزہ فرض تو اس لئے کیا تھا کہ ان کو پرہیز گار بنا دیا جائے اور اگر تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے تو فقط اس لئے کہ تمہیں بھی پرہیز گار و متقی بنا دیا جائے۔

ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کو راحت ملے، فرحت میسّر آئے اور وہ سدا خوش و خرم رہے، اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دنیا جہاں کی تمام آسائشیں اس کے دامن میں آ جائیں، ان کے حصول کے لئے وہ سخت محنت کرتا ہے، اگر اپنا ملک چھوڑنا پڑے تو وہ بھی چھوڑ دیتا ہے۔ دیارِ غیر میں جا بستا ہے صرف اس لئے اس کو دنیوی راحتیں مل جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسلمانوں پر روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو تقویٰ کی

دولت مل جائے یقیناً تقوی کی دولت سب دولتوں سے بڑی دولت ہے۔ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ (القرآن، البقرہ ۲ : ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔

آیتِ مذکورہ میں جو کچھ بیان ہوا

اس آیت مقدس میں بڑی صراحت کے ساتھ، چند اہم باتوں کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔جن کی ترتیب یہ ہے:

۱۔ ماہِ رمضان المبارک کا نام لے کر ذکر کیا گیا۔

۲۔ قرآن لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور روشن دلیل ہے۔

۳۔ حق و باطل کے درمیان واضح فرق۔

۴۔ تم میں سے جو کوئی ماہِ رمضان پائے وہ اس کے روزے رکھے۔

۵۔ مریض و مسافر کے لئے چھوٹ لیکن دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔

اس میں کوئی شک نہیں قرآن حکیم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو انسانیت کے لئے سب سے بڑی خیر خواہی اور حکمت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ یعنی آیت اپنے اندر اَن گنت اسرار و رموز رکھتی ہے۔ ہر زمانے میں صاحبانِ علم و فن اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے گوہر نایاب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جتنا بڑا کوئی غواص ہوگا اسی قدر عمدہ موتی تلاش کر کے لائے گا۔رب کریم اہل علم کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے، علماءِ حق کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین!

لفظِ رمضان کی تحقیق لغوی

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ ''رَمَضَانُ'' کا تلفظ بھی ذکر کروں اور اس کے معنی پر بھی روشنی ڈال دوں تا کہ اس حوالے سے ایک تحقیق سامنے آ جائے۔ان شاءاللہ اس سے تمام صاحبان علم و فضل خوش ہوں گے اور قارئین کے لئے ایک نئی طرح ہوگی۔ چنانچہ اس لفظ کا تلفظ (Pronounciation) رَمَضَانُ ہے۔لغت کی کتب میں مذکور ہے۔

رَمَضَانُ! کا مطلب ہے گرمی کی تیزی، دھوپ کی شدت نیز گرمی کی شدت اور دھوپ کی حدت کے سبب زمین کا تپ جانا۔(المنجد ۴۰۸)

اس سے بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ آتا ہے کہ رمضان کا مطلب ہے۔اس مہینے کی مشقت اہل اسلام کو خوب، آزماتی ہے، بعینہٖ جیسے دھوپ کی حدت زمین کو تپا دیتی ہے اسی طرح رمضان بھی آ کر اپنے ماننے والوں پر شدت کر کے انہیں تپا دیتا ہے لیکن اہل ایمان اس آزمائش میں سے بڑے صبر و استقامت کے ساتھ گذر جاتے ہیں انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہینہ ہمارے لئے آزمائش تو ہے لیکن انعام بھی بہت بڑا ہوگا۔اگر کوئی بندۂ مؤمن اس مہینے کی شدت برداشت کر لیتا ہے تو ربِّ کائنات اس کی بخشش و مغفرت کا اعلان فرما دیتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ کا مضمون ہے۔جس مسلمان نے حالت ایمان میں طلبِ ثواب کے لئے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہوں کو معاف فرما دے گا۔حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

جس نے رمضان کا ایمان وایقان سے روزہ رکھا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے ۔

قرآن میں صرف ماہِ رمضان کا نام آیا ہے

قرآن حکیم نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کا نام نہیں لیا، یہ کتنا بڑا انعام ربّانی ہے کہ خالقِ کائنات نے ماہِ رمضان کا نام لے کر اس کی اہمیت کو خوب بڑھایا۔اس سے اس مہینے کی عظمت بیّن ہوتی ہے ۔

قرآن کریم میں کسی اورعورت کا نام نہیں آیا لیکن حضرت مریم علیہا السلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن مجید میں آیا ہے۔اسی طرح قرآن حکیم میں کسی اور صحابی کا نام نہیں آیا مگر یہ شرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن میں سورہ احزاب میں آیا ہے۔ بارہ مہینوں میں سے کسی مہینے کا ذکر نام کے ساتھ قرآن شریف مین نہیں آیا لیکن رمضان المبارک کو یہ مقام حاصل ہے کہ اس کا نام قرآن مقدس میں آیا ہے۔

رمضان المبارک میں ایک نیکی کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ مہینہ کتنا بابرکت ہے کہ اس کو نام لے کر قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے۔اس سے اس مہینے کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہئے یوں تو وہ تمام مہینوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، نمازیں پڑھیں، تلاوت کریں، نیز نیک کام بڑھ چڑھ کر کریں لیکن اس ماہ اقدس رمضان المبارک میں تو خوب اللہ تعالیٰ کی یاد کریں۔نمازوں کی پابندی کریں تاکہ دوسرے تمام مہینوں میں بھی نماز کی پابندی عادت بن جائے۔نیکی کو دائمی کریں تاکہ سارا سال نیکی کرنا عادت بن جائے یقیناً اس مہینے کی بڑی برکات ہیں۔اس میں اگر کوئی بندہ مؤمن ایک نیکی کرتا ہےتو اس کو ستر نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے اگر کوئی بندہ اس ماہ میں ایک روپیہ خیرات کرتا ہےتو اس کو ستر روپے خیرات کرنے کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ایک نفل کا ثواب ایک فرض کے برابر کردیا جاتا ہے۔رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، ان شاء اللہ تفصیلی احادیث مبارکہ بھی ذکر کروں گا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ماہِ صیام بڑا ہی بابرکت مہینہ ہے، اس کی جس قدر ہو سکے تعظیم کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔امین ۔

قرآن سراسر ہدایت ہے

اسلام اپنے اندر آفاقیت رکھتا ہے۔اس کے قوانین آفاقی ہیں۔یہ پوری انسانیت کا خیر خواہ دین ہے، اس میں ایسی جاذبیّت ہے کہ ہر ذی شعور اس کی جانب کھنچا چلا جاتا ہے۔اس حقیقت کا اعتراف غیر مسلم مفکرین نے بھی کیا ہے۔میں نے آج سے چوبیس ۲۴ پچیس ۲۵ سال پہلے، کانٹ، کروچے، ہیگل اور تھامس وغیرہ کو پڑھا تھا ان لوگوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔

قرآن حکیم کی آیت اپنے اندر وہ تاثیر رکھتی ہیں کہ جب کوئی قاریٔ قرآن ان کی تلاوت کرتا ہےتو وہ سننے والے کے دل میں اترتی جاتی ہیں۔کئی بار ایسا ہوا کہ بہت غیر مسلم فقط قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس کی طرف مائل ہوئے اور جب تحقیق کے میدان میں اترے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دولتِ ایمان سے مالا مال کردیا، میں نے اس موضوع پر الگ ایک کتاب لکھی ہے ’’قرآن حکیم کا مطالعہ شمع ایمان روشن کرگیا۔‘‘اس کتاب میں بہت سے غیر مسلم مرد اور عورتوں کے واقعات ہیں جو انہوں نے ایمان لانے کے بعد خود بیان کئے ۔

ہدایت ہونا اور بے ہدایت پانا اور

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید ساری انسانیت کے لئے ہدایت ہے لیکن ایک ہوتا ہے ہدایت ہونا وہ قرآن ساری انسانیت کے لئے ہدایت ہی ہے لیکن ایک ہوتا ہے ہدایت پانا تو ہدیت پا تا وہی ہے جو تقوٰی والا ہوگا۔قرآن حکیم ساری انسانیت کے لئے ہدایت کا باعث ہے لیکن قرآن مجید سے ہدایت وہی پائے گا جو متقی ہوگا۔

قرآن حکیم حق و باطل میں امتیاز ہے

اس میں کوئی شک نہیں قرآن مجید حق و باطل میں امتیاز کرنے کا ایسا ذریعہ ہے۔جس سے بہتر ذریعہ روئے زمین پر اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا، جو قوتِ استدلال اللہ تعالٰی کی مقدس کتاب میں ہے کسی دوسری جگہ اس کا تصوّر بھی کرنا محالات سے ہے۔

اگر مسلمان بیمار ہو جائے، یا مسافر ہو تو وہ رمضان المبارک کے روزے چھوڑ سکتا ہے۔جب صحت یاب ہو جائے گا تو چھوٹے ہوئے روزے، صحت مندی کے زمانے میں پورے کرے۔اسی طرح اگر کوئی مسلمان سفر میں ہو تو وہ بھی رمضان المبارک کے روزے چھوڑ سکتا ہے، جتنے روزے چھوڑے گا وہ قیام کے زمانے میں رکھ لے۔

فدیہ کون دے

اگر کوئی شیخ فانی، یا شیخۂ فانیہ ہو جائے، یا ایسے مرد و عورت ہیں جو اس قدر کمزور ہو جائیں کہ آئندہ صحت ہونے کی امید باقی نہ رہے تو وہ اپنے روزے کا فدیہ یعنی سحری و افطاری کا کھانا کسی مسکین کو دے دیں اس طرح ان کے ذمّے سے روزہ کا حکم یوں پورا ہو جائے گا۔قرآن کریم میں ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (القرآن،البقرہ ۲ : ۱۸۴)

"تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (پورے کرے) اور جنھیں اس کی طاقت نہ ہو وہ فدیہ دے دیں ایک مسکین کا کھانا، پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔"

اس آیت کریمہ میں ربّ کائنات نے، چند احکام اپنے بندوں کو دیئے ہیں، جو یہ ہیں:

۱۔ مسافر کے لئے روزے کا حکم کیا ہے؟

۲۔ بیمار کے لئے روزے کا حکم کیا ہے؟

۳۔ فدیہ کون دے؟

۴۔ مسافر اگر روزہ رکھ لے تو نیکی میں زیادتی ہے۔

یوں تو قرآن حکیم نے مسافر اور مریض کو روزہ سے وقتی رخصت دے دی اور دوسرے دنوں میں چھوٹے ہوئے روزے پورے کرنے کی اجازت مرحمت کر دی۔ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اگر کوئی مسلمان اپنی طرف سے نیکی میں اور اضافہ کرنا چاہتا ہے تو وہ حالت سفر میں بھی اگر روزہ رکھ لے تو ایسا کرنا اس کے لئے زیادہ نافع ہوگا۔

مسافر اگر روزہ رکھنا چاہے تو بہتر ہے

شریعتِ مطہرہ میں مسافر وہ ہے جس نے تقریباً پچانوے ۹۵ کلومیٹر تک سفر کرنا ہو۔ ایسے مسلمان مرد و عورت کو اسلام نے اجازت دی کہ وہ اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں مسافر روزہ چھوڑ سکتا ہے۔

اگر ایک مسلمان کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ آج کل سفر بڑا آسان ہے لاہور سے ایک بندہ ہوائی جہاز میں سوار ہوتا ہے تو تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں کراچی پہنچ جاتا ہے ایسی صورت میں نہ بھوک کا غلبہ ہوتا ہے نہ پیاس کا۔ ربِّ کائنات نے قرآن حکیم میں صاف ارشاد فرمایا ہے اگر کوئی نیکی میں اضافہ کرنا چاہے تو وہ روزہ رکھ لے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝(القرآن، البقرہ ۲: آیت ۱۸۴)

پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔

اس آیت مطہرہ سے معلوم ہوا، مسافر اگر روزہ رکھ لے تو وہ زیادہ بہتر ہے اور اگر نہ رکھے تو جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں بہت ہی نرمی فرمائی ہے اسلام دینِ فطرت ہے اس کے احکام انتہائی نفیس ہیں اگر بغور قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سب سے عمدہ قانون ہے ہی اسلام۔

<u>سفر کے روزہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل</u>

حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، حمزہ بن عمرو اسلمی، اکثر روزے سے رہتے تھے انہوں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ و الہٖ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے کی بابت دریافت کیا، سیّد عالم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَ اِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ (ترمذی، ابواب الصّوم)

اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اور اگر تم چاہو تو نہ رکھا کرو

اس باب میں حضرت انس بن مالک، ابوسعید، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو، ابو درداء اور حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں امام ترمذی کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں، ہم رسول اکرم تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ سفر میں ہوتے تو بعض صحابہ روزہ دار ہوتے اور بعض کا روزہ نہ ہوتا۔

فَلَا یَجِدُ الْمُفْطِرُ عَلَی الصَّائِمِ وَلَا الصَّائِمَ عَلَی الْمُفْطِرِ وَكَانُوْا یَرَوْنَ اَنَّهٗ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَحَسَنٌ وَ مَنْ وَجَدَ ضُعْفًا فَاَفْطَرَ فَحَسَنٌ

(ترمذی، ابواب الصّوم)

دونوں ہی ایک دوسرے پر غضب ناک نہ ہوتے تھے ان کی رائے یہ تھی کہ اگر کوئی قوت رکھتا ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر کوئی نہیں رکھ سکتا تو بھی کوئی حرج نہیں۔

الحمدللہ! ہم نے بڑی احتیاط کے ساتھ اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اہل ایمان کے لئے نافع بنائے امین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

یہ حقیقت ثابتہ ہے،انسان کواس کا مقام و مرتبہ اسلام نے سمجھایا،امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ،پوری انسانیت کو ایسا قانون زندگی عطا فرمایا جو ہر اعتبار سے کامل واکمل ہے ۔اہل ایمان کو، جہاں روحانی برکات دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملیں وہاں جسمانی صحت کے لئے بھی عظیم نسخے میسر آئے ۔قرآن کریم نے مسلمانوں کو احکام دیتے ہوئے فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ج

(القرآن،البقرہ ۲ : ۱۸۵)

تو تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے ۔

جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ زندگی میں یہ مہینہ یعنی رمضان المبارک کا مہینہ نصیب کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے ۔اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نہایت ہی ستھرا نظام زندگی دیا ہے ۔روزہ رکھنے سے باطنی فوائد تو حاصل ہوتے ہی ہیں روحانی کمالات تو ملتے ہی ہیں ۔ان کے ساتھ جسمانی صحت بھی انتہائی قابل فخر رہتی ہے ۔نظام انہضام درست ہو جاتا ہے ۔دل تقویت پاتا ہے،جگر کی قوت بڑھ جاتی ہے،گردوں کا عمل بہتر ہو جاتا ہے ۔پھیپھڑوں کو طاقت ملتی ہے الغرض روزہ رکھنے سے وہ وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کو ہزاروں روپوں کی ادویہ کھا کر بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا ۔

روزے کا حکم مسافر و مریض کے لئے

اب ایک خیال انسان کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس سوال کا جواب پہلے ہی سے خالق کائنات نے عطا فرمایا ہوا ہے ارشاد ربّانی ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ج

(القرآن،البقرہ ۲ : ۱۸۵)

اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (پورے کرے)

اسلام چونکہ ساری انسانیت کا خیر خواہ دین ہے ۔اس کے تمام قواعد وضوابط فطرت کے عین مطابق ہیں ۔اس لیے اس کی ایک ایک بات نپی تلی ہے ۔

مریض کے لئے روزے کا حکم

بیمار اگر روزہ نہیں رکھتا تو اسلام نے اس کی اجازت دی ہے، کہ وہ روزہ نہ رکھے مگر جتنے روزے اس کے رہ جائیں گے ان کو دوسرے دنوں میں پورا کرنا ہوگا ۔اگر مریض یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو مجھے کوئی نقصان نہ ہو گا میری طبیعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ میں روزہ رکھوں تو وہ بھی روزہ رکھے ۔یہ بھی نیکی میں زیادتی ہوگی ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو اس کے لئے بہتر ہے ۔

اگر کوئی بیمار بھی تَطَوَّعَ خَيْرًا کے طور پر روزہ رکھتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے بڑا اجر پائے گا بلکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسی عمل کی بدولت اس بیمار کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرما دے ۔ایسا کئی بار ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے کئی بیماروں کو روزہ رکھنے کی برکت سے صحت یاب کر دیا ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام کی دل و جان سے بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے۔ایک مسلمان کو چاہیے وہ اس طرح سوچے کہ یہ میرے پیدا کرنے والے کا حکم ہے اور میں اسی کے حکم سے دنیا میں آیا تھا اور اسی کے حکم سے اس دنیا سے واپس چلا جاؤں گا۔لہٰذا مجھے اپنے نفس کے اکسانے پر اپنے خالق کے حکم میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے ، یہی ایک ادا بندے کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں میں شمار کر دے گی۔جو بندہ اپنے خالق و مالک کا محبوب بن جائے وہ کتنا خوش ہوگا اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

اب میں چاہوں گا رمضان و روزہ کی فضیلت پر چند احادیث مبارکہ بھی نقل کروں جو ایمان کے لئے جلا دینے کا باعث بنیں۔لیجئے مطالعہ فرمائیے۔

استقبال رمضان المبارک

نبی کریم رؤف صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب رمضان آتا تو آپ اس کی آمد پر خطبۂ استقبالیہ دیتے،اس کی آمد پر اظہار مسّرت فرماتے اور اس کی فضیلت بیان کرتے نیز روزہ کے مسائل بیان فرماتے اور روزہ رکھنے والے کے لئے جو اجر اس کے خالق کے ہاں ہے اس کا تذکرہ نہایت احسن انداز میں فرماتے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع الصحیح میں حدیث لائے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ (بخاری، کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،جب رمضان آتا ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اسی باب میں ایک اور حدیث شریف میں یوں آیا ہے، نبی اکرم تاجدار عرب عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔جب رمضان المبارک کی آمد ہوتی ہے۔آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، نیز شیاطین کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔

رؤیتِ ہلال اور روزہ

امام بخاری ہی حدیث لائے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میں نے ارشاد فرماتے سنا تھا آپ نے فرمایا:

اِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا

(بخاری، کتاب الصوم)

جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو افطار کرلو یعنی عید کرلو۔

اس طرح یہ بھی فرمایا اگر بادل وغیرہ چھائے ہوں تو گنتی پوری کرلو یعنی تیس دن پورے کرلو۔

روزہ دار کے محاسن بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر کوئی روزہ رکھے اور اس روزہ دار سے کوئی دوسرا جھگڑا کرنا چاہے تو یہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں ایک کے بعد دوسری بار بھی کہہ دے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جان ہے۔

لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ (بخاری، کتاب الصوم)

بیشک روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنت کی کستوری سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس بندے نے میری خاطر کھانا، پینا اور جذبات شہوت کو ترک کر دیا، اس لئے روزہ میرے لئے اور اس کی جزا میں ہی دوں گا۔

کیا خوب الفاظ ہیں حدیث شریف مطالعہ فرمائیے:

اِلصِّیَامُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

روزہ میرے لئے اور ان کی جزا بھی میں دوں گا۔

جس کا معمول ہو وہ رمضان سے پہلے بھی روزے رکھ لے

امام مسلم اپنی صحیح میں حدیث لائے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رمضان سے پہلے ایک دو روزے نہ رکھا کرو ہاں اگر کسی کا معمول ہو تو وہ تو روزہ رکھ لیا کرے۔

لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ وَلَا یَوْمَیْنِ اِلَّا رَجُلًا کَانَ یَصُوْمُ صَوْمًا فَلْیَصُمْہُ

رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے نہ رکھا کرو ہاں اس شخص کو اجازت ہے جس کا معمول تھا وہ رکھ لے۔

سحری کی فضیلت

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع صحیح میں حدیث لائے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً

(مسلم، کتاب الصیام)

سحری کیا کرو بیشک سحری میں برکت ہے۔

امام ترمذی اپنی جامع میں حدیث لائے ہیں، جب رمضان کی اوّل رات آتی ہے تو تمام شیاطین، اور سرکش جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ان میں ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ جنّت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا پھر ایک منادی یوں نداء کرتا ہے:

یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِ اَقْصِرْ

(ترمذی، ابواب الصوم)

اے نیکی کرنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کرنے والے رک جا۔

اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے

یہ کتنا پیارا انداز ہے، جس میں اہل ایمان کو نیکی کی جانب ترغیب دی گئی ہے۔ ماہِ رمضان کیا آتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ ایسی رحمت کسی اور مہینے میں نہیں ہوتی اور ایسا مہینہ پورے سال میں کوئی اور نہیں ہوتا۔ اس ماہ میں دل نرم ہو جاتے ہیں ان میں نیکی کا احساس اجاگر ہو جاتا ہے برائی سے دل متنفر ہو جاتا ہے اور نیکی کی طرف جھک جاتا ہے۔

آیئے ہم عہد کریں، اب اپنے آپ کو مطلقاً بدل دیں گے، دین کی ضروریات سیکھیں گے ان پر عمل پیرا ہوں گے اور دوسروں تک ان کو

پہنچانے کا اہتمام کریں گے، ان شاء اللہ ہمارا خالق ہماری مدد فرمائے گا۔ مجھے معلوم ہے۔اس جہاں میں سب سے مشکل کام اپنی ذات کی اصلاح ہے اگر کوئی بندہ اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو ضرور دوسروں کے لئے بھی اصلاح کا باعث بنے گا۔لہٰذا دوسروں کی اصلاح کا آغاز کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

(ترمذی، ابواب الصوم)

جس نے رمضان المبارک کا روزہ حالتِ ایمان میں طلب ثواب کی نیت سے رکھا اس پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

روزہ دار کا اجر بے مثال ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے، نبی اکرم سیّد عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اولادِ آدم کو ان کے اعمال کا اجر و ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے لیکن روزہ دار کے لئے ارشاد ہے:

اَلصَّوْمُ فَاِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهِ

(ابن ماجه، ابواب الصیام)

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔یا میں ہی اس کا اجر ہوں۔

سابقہ سارے گناہوں کی معافی

ایک حدیث شریف تو وہ ہے جو ابھی آپ نے پڑھی ہے۔اس کے علاوہ دیگر روایات میں یوں بھی آیا ہے۔جس مسلمان نے حالت ایمان میں طلب ثواب کی نیت کر کے ایک رات قیام کیا یعنی نماز تراویح پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے بھی پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔اسی طرح اگر مسلمان نے لیلۃ القدر میں ایمان و ایقان سے قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے بھی سابقہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آئیے اس مبارک مہینے میں خود نیکی کریں اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو مبلغ دین بنا دے۔آمین۔

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِذَا قَآءَ فَلَا یُفْطِرُ اِنَّمَا یَخْرُجُ وَلَا یُوْلِجُ

(بخاری، کتاب الصوم)

جب قے آئے تو روزہ ٹوٹ نہیں جاتا، اس لیے کہ قے آنے سے کچھ باہر نکلتا ہے اندر نہیں جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ روزہ قے آنے سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا حضرت عکرمہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا یہ ہے کہ کسی چیز کے اندر جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے باہر نکلنے سے نہیں ٹوٹتا۔ایک دوسری حدیث شریف میں ہے قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔افطاری سے سحری تک اگر کوئی مسلمان اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو

اس کی اجازت دے دی گئی ہے۔

سہواً کچھ کھا پی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَ سَقَاهُ (بخاری، کتاب الصوم)

بیشک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا

اسلام ہمارا سب سے بڑا خیر خواہ

ہمارے بزرگ فرماتے ہیں اگر کوئی جوان بھول کر کچھ کھا پی رہا ہو تو اس کو فوراً یاد کراؤ کہ روزہ ہے اور اگر کوئی بوڑھا کھا پی رہا ہو یاد نہ کراؤ۔ لہٰذا پتہ چلا کہ اگر کوئی مسلمان بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کو روزہ پورا کرنا چاہئے اس عمل سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔یہ وہ احکام ہیں جن کو باقاعدہ سیکھنا چاہئے ان پر خود عمل کرنا چاہئے اور دوسروں تک ان کو پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے، ہر مسلمان پر ذمہ داری کہ وہ جہاں اپنی دنیوی زندگی کے لئے کوشاں رہتا ہے اسی طرح اپنے دین کے لئے بھی وقت نکالے خود دین سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں پچھنے لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔پرانے زمانے کے ماہر حجام ٹخنے کے قریب چھوٹی سے نس کو ہلکا سا کٹ لگاتے تھے جس سے ناقص خون بہہ جاتا تھا اور یہ عمل صحت کے لئے نہایت مفید تھا خود سرورِ عالم علیہ السلام نے بھی پچھنے لگوائے۔

۳۔ قئے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر کسی نے قصداً قئے کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۵۔ دھواں وغبار حلق سے نیچے اترنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (اگر قصداً سگریٹ وغیرہ کا دھواں کھینچا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔)

۶۔ تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۷۔ اگر مکھی حلق سے نیچے اتر جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

یہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ان کا ذکر میں نے اختصاراً کر دیا ہے۔اب میں ان چیزوں کا تذکرہ کروں گا جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

۱۔ کھانے، پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔ جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۔ حقہ، سگار، بیڑی اور سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۴۔ تمباکو کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔(اگرچہ پیک تھوک دی)

۵۔ ایسی چیز جو منہ میں رکھنے سے فوراً پگل جائے اور حلق میں اتر جائے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۶۔ منہ سے خون نکلا مقدراً خون لعاب پر غالب آیا اور ذائقہ حلق میں محسوس ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ گیا۔

۷۔ کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۸۔ ناک میں پانی چڑھایا اور وہ حلق میں اتر گیا روزہ ٹوٹ گیا۔

۹۔ اگر آنسو منہ میں چلے گئے قطرہ دو قطرے ہوں تو حرج نہیں لیکن زیادہ چلے گئے نمکین ذائقہ حلق میں محسوس ہوا روزہ ٹوٹ گیا۔

میں نے مختصراً اُن چیزوں کا ذکر کردیا ہے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔اب میں ان چیزوں کا ذکر کروں گا جن سے روزہ کی قضا لازم آتی ہے۔

کن صورتوں میں روزے کی قضا لازم ہے

۱۔ اگر کسی نے مجبوراً کھلایا پلایا، یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو ایسی صورت میں صرف قضا لازم ہے۔

۲۔ رات سمجھ کر سحری کھالی حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔قضا لازم ہوئی۔

۳۔ بادل وغیرہ چھا گئے غروب سمجھ کر افطار کرلیا حالانکہ دن باقی تھا قضا لازم ہوئی۔مجھ سے ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں سوال ہوا تھا کہ بادل چھائے ہوئے تھے ایک صاحب نے گھڑی نہ دیکھی اور روزہ افطار کروادیا تو میں نے جواب دیا سب پر ایک روزہ کی قضا واجب ہوئی۔

۴۔ کافر مسلمان ہوا رمضان المبارک کا دن تھا ایک روزہ کی قضا لازم ہوئی۔

۵۔ بچہ نابالغ تھا رمضان المبارک کے دن بالغ ہوا، ایک روزہ کی قضا واجب ہوئی۔

۶۔ حائضہ بوقت سحر پاک ہوئی اور روزہ نہ رکھا قضا لازم ہوئی۔

۷۔ زوجہ کے ساتھ مشغول تھا اسی حالت میں سحری کا وقت ختم ہو گیا قضا واجب ہوئی۔

۸۔ اگر دن چڑھے نیّت کی اور پھر روزہ توڑ دیا قضا لازم ہوئی۔

میں نے اختصاراً اُن چیزوں کا ذکر کیا جن سے روزہ کی قضا لازم آتی ہے اب میں ان چیزوں کا تذکرہ کروں گا، جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے۔

کن صورتوں میں کفّارہ واجب ہے

۱۔ کفارہ اس وقت واجب ہوتا ہے۔جب روزہ کی نیّت رات ہی کو کی اور صبح روزہ توڑ دیا۔اب کفّارہ واجب ہوا۔

۲۔ مٹی کھانے کی عادت تھی مٹی کھالی، روزہ ٹوٹ گیا کفارہ بھی لازم آیا۔(اگر مٹی کھانے کی عادت تو نہ تھی کھالی قضا لازم کفارہ نہیں)

۳۔ سحری کا نوالہ منہ میں تھا وقت ختم ہو گیا اور وہ نوالہ نگل لیا ایسی صورت میں کفّارہ لازم ہوا۔اس مسئلہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

تبلیغ دین کا صلہ بخشش!

روزہ کے احکام و مسائل سے آگاہی ضروری ہے، بہت سارے لوگ روزہ کے مسائل و احکام میں احتیاط نہیں کرتے، ان کو چاہئے کہ وہ روزہ کے مسائل ضرور پڑھیں، سیکھیں اور ان کو متحضر رکھیں یعنی یاد رکھیں بلکہ دوسروں کو بھی ان کی تبلیغ فرمائیں۔نیکی کی دعوت دینا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زخم لگنے کے بعد اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا، بیٹو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا۔حدیث شریف میں آتا ہے، نبی کریم علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اے علی! رضی اللہ عنہ

نیکی کی دعوت دیتے رہنا اگر ایک بندہ بھی تیری دعوت سے راہِ حق پر آ گیا تو تیری بخشش کا سامان ہو گیا۔ حالت حیض میں بھی عورت روزہ نہ رکھتے۔

طبع میں پاکیزگی آتی ہے

میں ایک عرصہ سے محسوس کر رہا تھا، رمضان و روزہ اور اعتکاف کے حوالے سے کچھ ضبط تحریر میں لاؤں سو الحمد للہ اب یہ کام اللہ تعالیٰ نے لے لیا، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خود مسائل شرعیہ سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ اس کی بڑی برکت ہے اس سے انسان کو لطافت نصیب ہوتی ہے۔ طبع میں پاکیزگی آتی ہے۔ دل اپنے خالق کی عظمت کے سامنے جھکنے لگتا ہے، یہ احساس خوب ابھرتا ہے کہ میں اپنے ربّ کو راضی کر لوں۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

رمضان، روزہ اور اعتکاف کے حوالے سے لکھ رہا تھا کہ بیگم صاحبہ نے کچھ سوالات لکھ کر میرے حوالے کئے کہ ان کا جواب بھی رقم کر دیا جائے تا کہ جہاں مرد آپ کی تحریر سے فائدہ اٹھائیں وہاں عورتیں بھی بھرپور نفع حاصل کریں۔ میں نے وعدہ کر لیا کہ ان سوالات کے جوابات بھی مختصراً تحریر کر دوں گا، تا کہ خواتین اسلام کو خاطر خواہ دینی معلومات بہم پہنچیں۔

خواتین کے ضروری مسائل

ضروری سوالات کے جواب

میرے جواب کا طریق کار یہ ہوگا کہ میں ایک ایک کر کے سوال نقل کروں گا اور اسی ترتیب سے جواب لکھتا جاؤں گا تا کہ تفہیم میں آسانی ہو۔

۱۔سوال: کن حالتوں میں عورت روزہ نہ رکھے؟

جواب: کوئی بھی مسلمان عورت اگر مسافرہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے، اسی طرح اگر وہ بیمار ہو تو روزہ نہ رکھے، حالتِ نفاس (بچہ پیدا ہونے کے بعد کے ایام ناپاکی) میں روزہ نہ رکھے۔ اگر عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے اور کمزوری محسوس کرتی ہے تو بھی روزہ نہ رکھے اور اگر بچے کو دودھ پلانے میں کمزوری محسوس نہیں کرتی تو روزہ رکھے۔ اگر امید سے ہے اور ایسی صورت میں کمزوری محسوس کرتی ہے تو روزہ نہ رکھتے۔ لیکن ان سب صورتوں میں قضا لازم ہوگی۔ اگر وہ شیخۂ فانیہ (جس کی زندگی کی امید باقی نہ رہے) نہ ہو۔

۲۔سوال: کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت حیض جس میں روزہ سے شریعت میں منع کیا گیا ہے؟

جواب: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع میں حدیث لائے ہیں، کم از کم مدتِ حیض تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن۔ اس سے کم ہو تو بھی حیض نہیں اور اگر اس دن سے زیادہ ہو تو بھی حیض نہیں بلکہ بیماری ہے۔ میں نے اس حدیث شریف کی شرح، فیوض النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم شرح جامع ترمذی میں لکھ دی ہے۔ تفصیل درکار ہو تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳۔سوال: نفاس کی شرعی مدت کیا ہے؟

جواب: نفاس اس حالت کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت پر طاری ہوتی ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے لیکن فقہاء کرام نے لکھا ہے۔ مدت نفاس کم بھی ہو سکتی ہے یہ ہر عورت کو پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے۔ وہ کتنے دنوں کے بعد بالکل پاک ہو گئی بس جب وہ اپنے آپ کو پاک و طیب محسوس کرے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اسی طرح اپنی عادت کے مطابق غسل کرے اور روزہ رکھے۔

۴۔سوال: بچہ پیدا ہونے کے کتنے دن بعد عورت رمضان المبارک کا روزہ رکھ سکتی ہے؟

جواب: میں نے یہ اصول ذکر کیا ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدّت چالیس دن ہے، لیکن یہ ہرگز ضروری نہیں کہ عورت چالیس دن تک نہ نماز

پڑھے نہ روزہ رکھے بلکہ بعض عورتیں تو دس دن کے بعد ہی بالکل طیبہ ہو جاتی ہیں بس ہر عورت کی جو عادت ہے (پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو تجربہ ہو جاتا ہے کہ وہ کتنے دنوں کے بعد یقیناً پاک وصاف ہو جاتی ہے) اس کے مطابق عمل کرے۔ اگر وہ دس دن کے بعد پاک ہوتی ہے تو دس دن کے بعد نماز پڑھے روزہ رکھے اور اگر پندرہ بیس دن کے بعد پاکیزگی حاصل ہوتی ہے تو اسی کے مطابق عمل کرے۔

۵۔سوال: اعتکاف کس عمر میں واجب ہوتا ہے؟

جواب: یاد رہے اعتکاف واجب نہیں سنت ہے۔ بلوغ کے بعد ہر مرد وعورت اعتکاف کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی چھوٹا بچہ یا بچی ہے وہ نیکی بدی میں امتیاز سیکھ گئے ہیں جیسا کہ بعض بچے دس برس کی عمر میں بڑے عمدہ خصائل نظر آتے ہیں اور ان کے آداب نہایت اعلیٰ ہوتے ہیں تو ایسے بچے بھی اعتکاف کر سکتے ہیں۔

ان کو بھی اعتکاف کی اجازت دے دینی چاہئے اگر بچپن ہی میں نیکی کرنے کی عادت پکی ہو جائے گی تو آئندہ زندگی اتقاء میں گزرے گی۔

۶۔سوال: حالت اعتکاف میں کیا کیا کام ایک معتکفہ/عاکفہ کر سکتی ہے؟

جواب: حالت اعتکاف میں عاکفہ، اعتکاف کرنے والی، وہ تمام کام سرانجام دے جن سے اعتکاف نہ ٹوٹے، وہ نماز پڑھے، تلاوت کرے، درود شریف پڑھے، درس قرآن وحدیث دے۔ مسائل شرعیہ ضرور یہ عورتوں کو سمجھائے اگر اجتماعی اعتکاف کی کوئی صورت ہے اور اگر تنہا ہی اعتکاف کئے ہوئے ہے تو خوب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے محبوب علیہ السلام پر درود وسلام پڑھے۔ اپنے بچوں سے ضروری بات بھی کر سکتی ہے مگر، اعتکاف کی پابندی پیش نظر ہی رہے۔ اعتکاف کے حوالے سے بھی اس کتاب میں کچھ لکھوں گا تفصیل ابھی آتی ہے وہاں پڑھ لیجئے گا۔

۷۔سوال: عورت کم از کم کتنے دن کا اعتکاف کرے؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ عورت، رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرے، اس کو اعتکاف کے لئے اپنے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر وہ اجازت دے دے تو اعتکاف کر لے۔ ہاں یہ بات یاد رہے شوہر ایک بار اعتکاف کی اجازت دے دے تو پھر روک نہیں سکتا۔ جہاں تک مطلقاً اعتکاف کا مسئلہ ہے تو اس کی بابت حضرت امام جلال الدین محمد بن احمد محلّی، کنز الراغبین میں رقم طراز ہیں۔

هو مستحب كل وقت (كنز الراغبين)

اعتکاف کسی وقت بھی کر لیا جائے وہ مستحب ہے۔

اور اگر نذر مان لی جائے تو اعتکاف واجب کے درجے میں آجاتا ہے اس وجوب کو اگر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں پورا کیا جائے تو یہ عمل افضل قرار پائے گا اس لئے کہ اس کے علاوہ اعتکاف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مواظبت ثابت نہیں اگر عورت نے عشرہ یا ماہ کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اس کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ (کنز الراغبین ص ۱۸۲)

۹۔سوال: اگر حالت اعتکاف میں ماہواری آجائے؟

جواب: ہمارے فقہاء نے اس امر کو بڑا مبیّن کیا ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے جب ماہواری آئے گی تو روزہ ساکت ہو جائے گا جب روزہ ختم ہوا تو اعتکاف بھی باقی نہ رہا لہٰذا ایک اعتکاف اس عورت پر واجب ہوا، اگلے سال اپنا واجب اعتکاف پورا کرے گی۔

امام جلال الدین محمد بن احمد محلّی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتکاف کی شروط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

معتکف کی شرائط:

۱۔ الاسلام اسلام یعنی مسلمان ہونا۔

۲۔ العقل عقل یعنی دماغی حالت کا درست ہونا۔

۳۔ والنقاء من الحیض حیض سے پاک ہونا۔

۴۔ النقاء من النفاس بچہ کی پیدائش کے بعد پاک ہونا۔

مندرجہ بالا صفات میں سے کوئی ایک چیز بھی، نہ پائی جائے تو اعتکاف موقوف ہو جائے گا۔

۱۰۔سوال: رمضان المبارک میں عورت کے لئے صلوٰۃ التسبیح پڑھانا کیسا ہے۔کن اوقات میں صلوٰۃ التسبیح پڑھانا منع ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں صلوٰۃ التسبیح پڑھانا باعثِ ثواب ہے لیکن عورت مرد کی طرح نمایاں کھڑی ہو کر امامت نہیں کرے گی بلکہ عورتوں کی صف کے اندر ہی کھڑی ہو کر امامت کرے گی اگرچہ صلوٰۃ التسبیح پڑھانا جائز ہے لیکن اس کی امامت میں کراہت ہے۔ زوال کے اوقات میں نماز نہ پڑھائے۔دوپہر کو اس طرح صلوٰۃ التسبیح کا آغاز کرے کہ زوال سے پہلے پہلے نماز مکمل کرے اور اگر وقت زوال شروع ہو جائے تو جب تک زوال ٹل نہ جائے اور وقت ظہر کا داخل نہ ہو جائے اس وقت تک صلوٰۃ التسبیح کا آغاز نہ کرے۔

فضائل و مسائل اعتکاف:

یہ تو تھے ان سوالات کے جواب جو بیگم صاحبہ (راقم الحروف کی زوجہ) نے وارد کیے تھے۔اب میں اعتکاف کے جواب سے کچھ لکھوں گا تا کہ اہل ایمان کو اعتکاف کے فضائل و مسائل سے آ گاہی ہو۔اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ

(القرآن،البقرہ ۲ : ۱۸۷)

اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے، علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں رقم طراز ہیں:

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اعتکاف صرف اور صرف مسجد میں ہی کیا جا سکتا ہے، وہ مسجد بھی ایسی ہو جہاں جماعت قائم ہوتی ہو، مسجد بیت میں اعتکاف نہیں ہوگا۔اس آیت کا اطلاق اس بات پر دال ہے کہ تخصیص پر مسجد میں اعتکاف جائز ہے اس میں مسجد حرام، مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ کی اور اسی طرح مسجد جمعہ کی بھی قید نہیں ہے۔

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

۱۔ معتکف مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے۔

۲۔ معتکف نماز جنازہ میں شرکت نہ کرے۔

۳۔ معتکف عورت کو ہاتھ نہ لگائے۔

۴۔ معتکف اپنی بیوی سے مجامعت نہ کرے۔

۵۔ اعتکاف والا حاجتِ ضروریہ کے علاوہ باہر نہ نکلے۔

۶۔ اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا۔

۷۔ اعتکاف صرف مسجد جامع میں ہی ہوتا ہے

اس کے ساتھ ہی علّامہ ثناءاللہ ابوداؤد کی حدیث وارد کرتے ہیں:

لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِی مَسْجِدِ جَمَاعَۃ

اعتکاف مسجدِ جماعت میں ہی ہوگا۔ (تفسیر مظہری، ۱/۲۱۰ مطبوعہ کوئٹہ)

۸۔ عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

۹۔ خنثیٰ مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کرسکتا۔ (درمختار)

۱۰۔ عورت کو اعتکاف کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

اعتکاف اصلاً: بندے کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس تعلق کو واضح کرتا ہے جس میں فقط اپنے خالق ہی کی رضا پنہاں ہوتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی غرض وغایت نہیں ہوتی۔ اعتکاف میں بندہ اپنے خالق کے ساتھ اپنا تعلق استوار کرتا ہے اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی سچی معافی طلب کرکے آئندہ اپنے مالک اپنے خالق اللہ تعالیٰ کا وفادار بندہ بننے کا عہد کرتا ہے۔ اور اعتکاف سے فارغ ہوکر اپنی زندگی کو سراسر احکامِ ربِّ تعالیٰ اور فرامینِ امام الانبیاء علیہ السلام کی مطابعت میں دے دیتا ہے۔ اعتکاف کرنے سے مقصود صرف اور صرف یہ ہے کہ بندے کا وہ تعلق جو اپنے خالق سے ٹوٹ چکا یا کمزور پڑ گیا ہے اس کو از سرِ نو بحال کردیا جائے اور آئندہ یہ تعلق ٹوٹنے نہ پائے۔ اس کی اوّل دلیل یہ ہے کہ بندہ پانچ وقت کی نماز کا پابند ہوجائے اور ساتھ ساتھ وہ تمام افعال ترک کردے جن سے اللہ و رسول جل علاو صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔

اعتکاف کی لغوی تحقیق:

میں چاہوں گا، اعتکاف کی تحقیق لغوی بھی پیش کردوں تاکہ پڑھنے والے خوب لطف پائیں اور اعتکاف کی اصطلاحی ولغوی تحقیق بھی ان کے پیشِ نظر رہے۔ کسی بھی موضوع پر بات کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے تمام ضروری پہلوؤں کا احاطہ کرلیا جائے اس طرزِ عمل سے بات کرنا بھی آسان ہوجاتی ہے اور بات سمجھنا بھی مشکل نہیں رہتا، یہی طرزِ سخن زود اثر ہوا کرتا ہے اسی سے تبلیغ کرنا آسان ہوجاتا ہے اور تفہیم بھی جلد از جلد ہوتی چلی جاتی ہے۔ علامہ زبیدی لکھتے ہیں۔

اِعْتَکَفَ: اَقَامَ بِهٖ وَلَازَمَهٗ وَ حَبَسَ نَفْسَهٗ فِيْهٖ لَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّالِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَ اَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ [1] (بقرہ ۱۸۷)

اعتکاف کا مطلب ہے۔ اپنے آپ کو الگ جگہ ٹھہرا لینا اور اقامت کو لازم وواجب قرار دے دینا، نیز خود کو ایک مخصوص مقام (مسجد) میں روک لینا اس طرح کہ وہاں سے نہ نکلا جائے مگر صرف اس صورت میں انسان کو کوئی ضروری حاجت لاحق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: **وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ**۔ یہ سب کچھ اس وقت ہے جب تم مساجد میں اعتکاف کئے ہوئے ہو۔

(تاج العروس من جواھر القاموس جلد ۲۴ ص ۹۱ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ہم نے اعتکاف کی تحقیقِ لغوی، علامہ زبیدی کی تاج العروس من جواھر القاموس سے کی ہے۔

علامہ ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنتِ موکدہ ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے یہ عمل مسلسل رہا یہاں تک کہ آپ اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوگئے۔اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے لیکن ایک سال اعتکاف نہ فرمایا جب اگلا سال آیا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔(رواہ الترمذی، ورواہ ابوداؤد، ابن ماجہ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی اعتکاف کرتے تھے اور کبھی نہ کرتے تھے:

ابن نافع کا کہنا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کا عمل صوم وصال جیسا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف اعتکاف پر مسلسل عمل حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کیا۔اجلہ صحابہ کرام اعتکاف نہ بھی کرتے تھے۔بعض حنفیہ کے نزدیک اعتکاف کرنا سنت کفایہ ہے۔ (تفسیر مظہری، ۱/۲۱۱)

الحمدللہ! میں نے اس مختصر سے مقالہ میں رمضان وروزہ اور اعتکاف کے فضائل ومسائل پر بات کی ہے اور اس کو اس انداز سے ترتیب دیا ہے کہ ہر خاص وعام کو اس سے خاطر خواہ فائدہ پہنچے۔میری پوری کوشش ہے کہ اس امّت میں انقلاب صالح کی راہیں ہموار ہوجائیں اور یہ ملّت پھر بامِ عروج پر متمکن ہو۔آمین

بجاہ سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اٹھائیس ۲۸ سال بعد

محمد ارشد القادری

۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ پیر

11 جون ۲۰۱۲ء

فہرست

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی اعتکاف کرتے تھے اور کبھی نہ کرتے تھے: